مکتب خیال میں جو فکری اور بنیادی خامیاں ہیں۔ ان کو واضح کر دیا جائے، مگر ایسے انداز میں کہ جو ذاتیات سے ملوث نہ ہو۔ جو گروہی تعصبات سے بھی بالا ہو۔ اور جس میں عوام اور بھیڑ سے زیادہ اہل خرد و دانش کو مخاطب قرار دیا جائے۔ جن لوگوں نے ہمارے ان معروضات کو پڑھا ہے وہ دیانتدارانہ گواہی دیں گے کہ ہم نے اس معیار کو قائم رکھنے کی حتی المقدور سعی بھی کی ہے۔ لیکن خدا جانے کیوں پرویز صاحب نے ہمارے اس مخلصانہ طرزِ عمل کی پرواہ نہیں کی۔ اور کیوں وہ مصر ہیں کہ ان تنقیدی افکار کو مچھلی منڈی ہی میں طے ہونا چاہیئے۔ افسوس ہے ہم اس فن سے دستکش ہو چکے ہیں ورنہ اوچھے اعتراضات پیش کرنا کیا مشکل ہے۔ عوام میں ہنگامہ تکفیر بپا کرنے میں کیا دشواری حائل ہے؟ اور ذاتی حملوں سے کون روک سکتا ہے۔ ہم ایک مرتبہ پھر ان کی توجہ مندرجہ ذیل سوالات کی طرف مبذول کرتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

(۱) پیغمبر کو وحی و تنزیل کی تعبیر کا کیوں حق نہیں، اور کس منطق سے، اور کن فلسفیانہ و عقلی بنیادوں پر آپ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ پیغمبر مجرد کتاب کے الفاظ و حروف کی تبلیغ ہی پر مامور ہے۔ اور یہ کہ اس کا ذہن و فکر وحی و تنزیل کی روشنی سے مستنیر نہیں ہوتا۔

(۲) اگر نہ صرف پیغمبر کو دین کی ترجمانی و تعبیر ہی کا حق حاصل ہے بلکہ اس کا یہ فرض بھی ہے کہ کتاب اللہ کی مشکلات کو واضح کرے۔ اس کے مجملات کی تشریح بیان کرے اور اس کے احکام و نواہی کی عملی صورتیں متعین کرے تو اگلا سوال یہ ہے کہ اس کی یہ تشریحات حجت ہیں یا نہیں۔ دوسرے لفظوں میں ایک عام شارح اور پیغمبر میں کیا فرق ہے۔

(۳) تاریخی طور پر انبیاء کا رول کیا رہا ہے۔ کیا انہوں نے اپنی قوموں تک صرف کتابیں ہی پہنچائی ہیں۔ یا ان کتابوں کی روشنی میں عملی زندگی کی جزئیات بھی مرتب کی ہیں۔

(۴) خود قرآن نے انبیاء کے حالات و اطوار کو کس حیثیت سے پیش کیا ہے۔

(۵) قرآن کے نقطۂ نظر سے انبیاء کا رول کیا ہے۔

(۶) اگر کوئی شخص کسی دوسرے شارح قرآن کی نسبت آں حضرتؐ کی تشریحات کو زیادہ قابل اعتناء سمجھتا ہے تو اس کا یہ جرم کس درجہ کا ہے۔

(۷) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اسلام کی پوری تاریخ میں اس فکر کی کبھی اشاعت ہوئی ہے کہ احادیث حجت نہیں ہیں۔ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو دریافت طلب یہ نکتہ ہے کہ اس فکر نے کتنے صلحاء، کتنے ائمہ، کتنے علماء اور عظیم شخصیتیں پیدا کیں۔

یہ ہم اس بنا پر کہتے ہیں کہ اسلامی تاریخ میں ہر ہر مکتب خیال کی پوری پوری نشاندہی کی گئی ہے۔ چنانچہ ہم بتا سکتے ہیں کہ محدثین کا یہ مدرسہ فکر تھا۔ اور یہ یہ شخصیتیں اس مدرسۂ فکر میں ائمہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حنفی فقہ کی یہ خصوصیات

ہیں اور فلاں فلاں حضرات اس باب میں مستند ہیں۔ شوافع اور موالک کی علمی و دینی خدمات کی یہ فہرست ہے۔ اسی طرح معتزلہ، خوارج اور تمام منحرف فرقوں کے حالات تاریخ کے اوراق میں منضبط ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ کا مکتبِ خیال کب پیدا ہوا۔ اس میں کون کون صاحب علم و نظر گذرے ہیں۔ یعنی اس طرزِ خیال کی تاریخی اہمیت کیا ہے۔ یہ ہیں وہ چند مقامات جو اس سلسلہ کی خامیوں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اگر محض پروپیگنڈہ سے بے نیاز ہو کر آپ ان کا جواب نقل فرمائیں تو ہم ممنون ہوں گے۔

محمد حنیف ندوی